فتح خوست کی داستان — فاتح خوست کا بیان

جہاد شیخ الحدیثؒ کا مشغلہ توجہات کا مرکز اور ان کی تمام تر مساعی کا ہدف تھا

خالص اسلامی جہاد اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی ضمانت، اُمت کی وحدت اور اسلامی انقلاب کا قطعی ذریعہ ہے

جمعیۃ کے صوبائی ورکرز کنونشن سے فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کا مفصل خطاب

جمعیۃ علماء اسلام کے ۲۷ اپریل کے لاہور کے صوبائی کنونشن میں فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی مہمان خصوصی تھے۔ اُن کے ساتھ افغان مجاہدین کی ایک جماعت، محاذِ جنگ کے کئی کمانڈروں کے علاوہ معروف کمانڈان مولانا عبدالرحیم بھی تشریف لائے تھے۔ اجلاس کی پہلی نشست سے اُن کا آخری خطاب تھا جو پون گھنٹہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر قائدِ جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے علاوہ امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسمی، مولانا محمد رمضان میانوالوی، پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود، مولانا اسعد تھانوی اور کئی ایک مرکزی وصوبائی رہنما بھی موجود تھے۔ موصوف کی تقریر پشتو میں تھی، مولانا عبدالقیوم حقانی ان کی تقریر کی اُردو میں ترجمانی کرتے رہے۔ ذیل میں موصوف کی تقریر کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کرکے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد!

محترم مسلمان بزرگو! اوّلاً میں حضرت قائدِ جمعیۃ مولانا سمیع الحق اور آپکے رُفقاء جنہوں نے ہر میدان میں بالخصوص مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ نصرت وتعاون اور ان کی سرپرستی کی اور جہاد کے حق میں آواز بلند کی، مالی وجانی اور سیاسی مدد کی اور انصار کو خصوصیت سے جہاد کے بارے میں ——— اور مجاہدین کو جگہ دینے اور ان کو محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے ہاں رکھنے کی ترغیب دی — جمعیۃ علماء اسلام کے تمام بزرگوں اور کارکنوں، جو جہاد کی سرپرستی اور نُصرت کرتے ہیں موجود ہیں یا غائب! اللہ پاک سے ان سب کے لیے دارین کی سعادت وفلاح اور رحمت ومغفرت کا سوال کرتا ہوں اور آپ سب حضرات کا اس قدر عزت افزائی پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر حاضر ہونے کا موقع بخشا۔

محترم مسلمان بھائیو! جہاد کے بعض حالات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ مختصرًا یہ کہ ہم نے جہاد کیوں شروع کیا؟ کیا حالات تھے جو جہاد کا باعث بنے؟ — دراصل جہاد اور ہجرت کی اصل صورت اور اس کے احکام روئے زمین پر عنقا ہوچکے تھے، افغانستان میں ملحد اور بے دین حکومت قائم ہوچکی تھی، عملاً روسیوں کی حکمرانی تھی۔ ان کے پاس طاقت تھی، اسلحہ تھا، تکبر و غرور تھا، دولت تھی، وسائل تھے ——— اور ہمارے پاس اُن کے مقابلہ میں وسائل صفر کے درجہ میں تھے۔ مگر اس کے باوجود مجاہدین ثابت قدم رہے اور مبارزت کی، جہاد جاری رکھا۔ مجاہدین کا جہاد شروع کرنے اور اس پر قائم رہنے کا اصل منشاء اللہ پاک کا فضل اور اسی کا انتخاب وتوفیق ہے ورنہ اس وقت بڑے بڑے علماء، مشائخ اور اربابِ فضل وکمال سکوت اور قعود کر چکے تھے اور حالات سے سمجھوتہ کرلینے کو ترجیح دے رہے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ پاک نے ہمیں توفیق دی اور ابتدائی کام شروع کردیا، یہ کام تو دل گُردے کا کام تھا مگر صرف خدا ہی فضل شاملِ حال رہا اور اب اس کا نتیجہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔

> **مجاہدین کا جہاد شروع کرنے اور اس پر قائم رہنے کا اصل منشاء اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسی کا انتخاب وتوفیق ہے**

جہادِ افغانستان کا آغاز ہم نے کیسے کیا؟ اس کا پس منظر یہ ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں مجھے مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہوئی، وہاں میں نے دینی علوم پڑھے اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہٗ بانی وشیخ الحدیث دارالعلوم کا تلمذ اور خصوصی شفقتیں حاصل ہوئیں، خاص کر قرآن اور حدیث اور بخاری شریف کے مغازی میں آپ سے جہاد اور قتال کے اسباق پڑھے تعلیمات حاصل کیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی

تعلیمات اور توجہات کی برکات میرے قلوب پر اور میرے ساتھیوں کے قلوب پر منعکس ہوئے تو ربِ ذوالجلال نے ہمیں جہادِ افغانستان کے لیے منتخب فرمالیا۔

پھر ایسے حالات میں جبکہ افغانستان پر رُوسیوں کا اور ان کے ایجنٹوں کا پورا تسلط تھا، ان کا غلبہ تھا، ان کا مقابلہ کن حالات میں ہوُا؟ ایسے حالات میں ہوُا جب افغانستان میں روس کی کٹھ پُتلی حکومت تھی اور اس کی پُشت پناہی میں ہر وقت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی استہزاء کی جاتی تھی، توہین کی جاتی تھی، حضورؐ کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا جبکہ لینن ملعون کا نام احترام سے لیا جاتا تھا، اُس کا اکرام کیا جاتا تھا۔

مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ میں مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہوئی جب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے قومی اسمبلی کے انتخابات میں نامزد امیدوار تھے۔ ان کے حلقۂ انتخاب میں ہم نے پورے خلوص، محبت اور عشق و وارفتگی کے ساتھ انتخابات کے جہاد میں حصہ لیا اور ان راستوں اور مناظر کو آنکھوں سے دیکھا جو اس راہ میں درپیش ہوتے ہیں پھر ہم نے حضرت شیخ الحدیث رح مولانا عبدالحق رح کے ساتھ مل کر جماعت، تنظیم اور باہمی رابطہ اور اجتماعی زندگی کے اصول سیکھے۔

حضرۃ شیخ الحدیثؒ
کی تعلیمات اور توجہات کی برکات میرے اور میرے ساتھیوں کے دلوں پر منعکس ہوئیں اور اللہ کریم نے ہمیں جہادِ افغانستان کیلئے چن لیا

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی، یہ زندگی میں میرا پہلا حج تھا۔ مَیں نے کعبۃ اللہ کے سائے میں جبینِ نیاز بارگاہِ صمدیت میں جھکائی اور وہاں روتا رہا اور یہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ! تیری خوشنودی اور رضا کا جو قریب ترین راستہ ہو مجھے اسی پر چلا اور خدمتِ دینِ اسلام کے مواقع عطا فرما۔ یا اللہ! ایسا راستہ بتا جس میں تیری رضا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو، اساتذہ کرام کی بتائی ہوئی ہدایات اور تعلیمات پر عمل ہو۔

پروردگارِ عالم نے حج سے واپسی پر مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ میرے مربی و محسن شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح نے مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کا موقع عطا فرمایا، اور یہ دارالعلوم کی تاریخ میں غالباً پہلا موقع تھا کہ کسی غیر ملکی طالب علم کو وہاں تدریس کا موقع دیا گیا ہو، اس وقت میں نے حضرتِ شیخ رح کے قریب رہ کر ان سے بھرپور استفادہ کیا، تعلیمات حاصل کیں، دعائیں اور توجہات حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ ان کی صحبتیں تھیں، برکتیں اور عنایتیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد جیسے اہم فریضہ کے لیے منتخب فرمالیا۔

جہاد شروع کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کی خدمت میں حاضری کی سعادت بارہا حاصل ہوتی رہی۔ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ”میں ضعیف اور کمزور ہوں‘ دراصل اصلِ جہاد مفقود ہو چکا ہے، خود میرا عملی جہاد میں حصہ لینا بظاہر مشکل ہوگیا ہے کہ عوارض و امراض ہیں، تاہم عمل کی تکمیل کے لیے عموماً نائب ہوتے ہیں، خلفاء اور جانشین ہوتے ہیں، آپ میرے جانشین خلیفہ اور جہاد کے عمل میں نائب ہیں“۔

حضرت شیخ الحدیث رح میری جہادی زندگی کو اس قدر پسند فرماتے تھے کہ مَیں خود اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ حاضری کے فوراً بعد مَیں چاہتا تھا کہ حضرتؒ سے اجازت لے لُوں، حضرت کے عوارض و امراض ہیں۔ اور پھر یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت رح کسی کو بھی دس منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے لیکن مجھے پوری توجہ دیتے تھے اور دنیا و مافیہا سے کٹ جاتے تھے، بس میری ہی باتیں سنتے رہتے۔ **ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس جہاد ان کا شغلہ اور توجہات کا مرکز ہے اور یہی ان کی تمامتر مساعی کا ہدف ہے۔** مَیں سمجھتا تھا کہ جب تک میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کے پاس بیٹھا رہتا ہوں حضرتؒ کوئی درد، پریشانی اور فکر و اندوہ محسوس نہیں کرتے بلکہ جہاد کی باتیں سننے میں راحت اور اپنے لیے شفاء محسوس کرتے ہیں۔ خدا شاہد ہے اُس وقت بھی مَیں اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ حضرت ضعف و علالت اور عوارض و امراض کی وجہ سے اتنی دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ فارغ ہیں مگر یہ جو ہمارا اکرام کرتے، توجہ سے بات سنتے اور طول دیتے ہیں یہ اُن کے اندرونِ دل کا تقاضا ہے ـــــــ پوچھتے جہاد کیسے ہو رہا ہے، کفار کو شکست کیسے ہو رہی ہے؟ مجاہدین کی نصرت، کرامات، مسائل، مجاہدین کے اقدامات، شہداء کی کیفیات اور مہاجرین کے حالات دریافت فرمایا کرتے۔

حضرت الشیخ رح نے فرمایا آپ میرے جانشین، خلیفہ اور جہاد کے عمل میں نائب ہیں ـــــ

اپنے شیخ رح سے ہسپتال میں میری آخری ملاقات ہوئی تھی تو اُنہوں نے خلافِ معمول اب کے بار یہ وظیفہ ارشاد فرمایا۔

حم حم الامر وجاء النصر وھم لا ینصرون ۵

(ترجمہ)

جبکہ اس سے قبل حضرتؒ کا وظیفہ کچھ اور ہوتا تھا وہ میری اور مجاہدین کی حفاظت کے لیے دُعا کیا کرتے تھے، اب کے بار ان کی دعا کا انداز ہی کچھ اور تھا، وہ اس میں اشارۃً یہ بتا دینا چاہتے تھے کہ اب کا مستقبل بدلا ہے، کفار کے مقابلہ میں مجاہدین کے ساتھ خدا کی نصرت اور مدد ہے اور اب کفار مغلوب ہوں گے اور ان کی کوئی مدد اور نصرت نہیں کی جائے گی۔

آپ حضرات کو یہ تجسس ہوگا کہ میں حقانی کیوں کہلاتا ہوں ـــ اس تخلص سے میرا مقصد حقانیت کے مؤقف پر اپنی استقامت، حق کی علمبرداری

یا فنا فی الحق ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ میری نسبت مدرسہ حقانیہ اور اپنے شیخ و مربی مولانا عبدالحقؒ کی طرف ہو تاکہ اس نسبت کی لاج رکھ کر اللہ کریم ہمیں کامیابی سے نوازے۔ مجھے اس ادارے اور اپنے شیخ سے نسبت پر فخر ہے اور یہ سب اسی نسبت کی برکتیں ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں توفیق دی اور ہم سکوت، تعود اور مداہنت سے بچ کر جابر و ظالم اور بڑے کافر و ملحد کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور بزعم خود سپر پاور کے مقابلہ میں توپوں ٹینکوں اور جہازوں کی بمباری کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اللہ پاک نے کمیونزم کو نہ صرف یہ کہ افغانستان اور روس میں شکست دی بلکہ اسے پورے عالم میں رسوا کر دیا۔ آج خود روسی جمہوریتیں مجاہدین کی برکت سے آزادی کے لیے کوشاں اور بیقرار ہیں بلکہ اس جہاد کی برکت سے پورے عالم میں محکوم و مظلوم اور غلام قوموں (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) کو بھی آزادی کا احساس ہوا ـــــ یہ سب حقانیہ، مولانا عبدالحقؒ اور حق پرستی کی برکتیں ہیں کہ آج جہادِ اسلام پوری دنیا میں ایک اہم اسلامی تعلیم کی حیثیت سے متعارف ہے۔

اب میں جہاد، محاذِ جنگ، خوست کی حالیہ شدید لڑائی اور فتح کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محترم بزرگو!

> میرا حقانی کہلانے کا مقصد یہ ہے کہ میری نسبت مدرسہ حقانیہ اور شیخ و مربی مولانا عبدالحقؒ کی طرف ہو تاکہ اس نسبت کی لاج رکھتے ہوئے اللہ کریم ہمیں کامیابی سے نوازے۔

جہاد کے، فتوحات کے اور قیادت کے دعوے بڑے بڑے لوگ کر رہے ہیں، مگر جو لوگ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور پروپیگنڈے کی یلغار میں کہیں نظر نہیں آتے ان غریب، نادار و غیور مجاہدین اور کمانڈروں کی طرف سے فیصلہ ہوا تھا کہ ہم نے بہر صورت خوست پر آخری اور فتح کن جنگ لڑنی ہے، مگر بعض قوتوں اور خود مجاہدین کے کئی سیاسی راہنماؤں نے اس کی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ یہ جلال آباد کے بعد افغان مجاہدین کی دوسری شکست ہوگی اور دنیا میں ہماری ساکھ ختم ہو جائے گی جبکہ مجاہدین کے اقتصادی حالات کمزور ہیں، وسائل نہیں ہیں، امریکہ نے بھی مدد سے ہاتھ کھینچ لیے ہیں، عرب ممالک خلیج کی جنگ کی وجہ سے اپنے حالات میں گھرے ہوئے ہیں اور پاکستان کو بھی اپنے حالات درپیش ہیں۔

خوست کی جنگ کی منصوبہ بندی غیر معروف تھی (دیگر مجاہدین جو خدا کی راہ میں جہاد کے لیے پہنچ جا چکے ہیں) چنانچہ محاذِ جنگ کے کمانڈروں اور سپاہیوں نے اللہ کی مدد سے بہر صورت خوست پر فیصلہ کن حملہ کا پروگرام بنایا اور روسیوں سے ہی چھینے ہوئے ٹوٹے پھوٹے بیکار ٹینک، ان ہی سے چھینی ہوئی کنسٹم مشینیں اور کمزور اسلحہ کی مرمت کر کے مجاہدین نے اسی اسلحہ سے خوست پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا، چار ماہ تک اس کی منصوبہ بندی کی جاتی رہی، یکم رمضان کو حملہ کا آغاز ہوا اور ۱۵ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے فتح سے ہمکنار فرمایا ـــــ اس کی وجہ بھی میں نے ایک اللہ والے عالم دین سے پوچھی کہ کیا وجہ ہے کہ خوست پر یلغار اور جنگ میں تاخیر در تاخیر ہو رہی ہے؟ انہوں نے فرمایا اصل وجہ یہ ہوگی کہ رمضان شریف کی برکتیں بھی ان شاء اللہ شاملِ حال ہوں گی۔

ہم نے دشمن پر یلغار کے لیے زمینی خندقیں کھودیں، راستے بنائے اور منصوبہ بندی کے مطابق عمل کرنے کا پروگرام ترتیب دے لیا۔

آخر میں میں تین اہم باتیں جو فتح خوست کا بنیادی سبب اور دینِ اسلام کی حقانیت کا واضح ثبوت ہیں، وہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) ہماری چار ماہ سے دشمن کے خلاف منصوبہ بندی کا تمام تر نقشہ اور صورتحال دشمن کو اپنے وسائل سے معلوم ہوتی رہی۔ ہماری پلاننگ، مورچہ بندی، بارودی سرنگیں، خندقیں سب کچھ ان کے مشاہدے میں تھا لہٰذا دشمن نے بھی مضبوط دفاعی حصار قائم کرنے کے لیے زبردست پلاننگ کی، مضبوط اور مستحکم مورچہ بندی کی، صفِ اول میں دشمن نے اپنے دفاع کیلئے اپنی تمام تر قوت کو رکھ دیا ـــــ خوست کے علاوہ مختلف دیگر محاذوں سے اس نے بڑے بڑے جرنیل اور ماہرین بلائے، جدید ترین اسلحہ جمع کیا۔ دشمن کو اس بات کی فکر تھی کہ اگر آج شکست ہوگئی یا پہلی صف کے قدم اکھڑ گئے تو پھر ہمیں کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی اور ہمارے قدم کبھی بھی نہیں جم سکیں گے ـــــ لیکن اللہ کا یہ کرم ہوا کہ لڑائی کے دوسرے تیسرے روز ہی اس کی صفِ اول میں لغزش ہوئی اور اس کے پاؤں اکھڑ گئے، وہ بھاگ کھڑا ہوا، دشمن کے دلوں میں خدا نے ہمارا رعب ڈال دیا اور بھاگتے ہوئے اس قدر اسلحہ، گولہ بارود، سامانِ حرب اور رسد و خوراک چھوڑ گئے کہ ہم نے چوتھے روز اسی کے سامانِ متروکہ، اسلحہ اور اسباب سے دشمن پر یلغار کر دی۔

(۲) دوسری بات یہ تھی کہ ایک روز ہم سب مجاہدین اور میدانِ جنگ کے سپاہی جمع ہوئے اور بارگاہِ الوہیت میں نہایت عجز و انکسار سے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے وسائل کمزور ہیں، ہم ضعیف و ناتواں ہیں، دشمن قوی اور طاقتور ہے، اس کے پاس جہاز، ہوائی اڈے اور بمبار طیارے ہیں جن کا عالم اسباب میں ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ یا اللہ! تو غیب سے مدد فرما! اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے عین ایامِ جنگ میں بارش، بادلوں اور تیز ہواؤں سے ہماری مدد فرمائی۔

خوست میں جہازوں کے دونوں اڈے بارش اور ہوا کی وجہ سے استعمال کے قابل نہ رہے، بادلوں کی وجہ سے ان کا ہدف صحیح نہ بن سکا اور دشمن کے جہاز بھی نہ اُڑ سکے۔ ہواؤں، بادلوں اور بارشوں نے ان کے فضائی راستے بند کر دیئے اور نہ ہی رسد خوراک اس تک پہنچ سکی اور اس طرح ان پر مقاطعہ

ہوا اور بالآخر وہ شکست پر مجبور ہوئے۔ یہ ہمارے ساتھ خدا کی غیبی مدد تھی —— خود نجیب نے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہوائیں اور بادل و باران بھی مجاہدین کے ساتھ ناصر و معاون بن گئی اور ان کا وزن ہمارے خلاف پڑھتا رہا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی وہ یہ ہے کہ افغان کٹھ پتلی حکومت کے جرنیلوں، منصب داروں، افسروں اور فوجیوں پر قدرتی طور پر افغان مجاہدین کی عظمت و شجاعت کا رُعب چھا گیا —— حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر۔ (ترجمہ) "ایک ماہ کی مسافت تک رُعب سے میری مدد کی گئی ہے"۔

دشمن نے بھاگتے ہوئے اس قدر اسلحہ، گولہ بارود اور سامانِ حرب چھوڑا کہ ہم نے چوتھے روز سامانِ متروکہ اسلحہ اور اسباب سے دشمن پر یلغار کر دی۔

جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات امت کو بذریعہ وراثت ملی ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے برکات و ثمرات اور اس کی کرامات بھی امت کو وراثتاً منتقل ہوتی آئی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح کفار پر مجاہدین کا رعب بھی امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے۔

صرف یہ نہیں کہ خوست کے محاذ پر یا صفِ اوّل پر بلکہ مختلف علاقے مثلاً یعقوبی ہے یا دور دراز کے علاقے ہیں، جہاں جہاں ان کے اثرات تھے، فوجی قلعے تھے، جنگی پوسٹیں تھیں سب پر مجاہدین کا رعب چھا گیا —— مثلاً روسی کٹھ پتلی حکومت کے پاس ۸۰ ٹینک تھے اور افغان مجاہدین کے پاس ۹ ٹینک تھے جن میں سے صرف تین ٹینک ضائع ہوئے، مگر اس کے باوجود دشمن کے ۸۰ ٹینک مجاہدین کے ۶ ٹینکوں سے ایسے بھاگے کہ جائے پناہ تک پہنچے بغیر واپسی یا حملہ کرنے کیلئے ادھر کا رُخ بھی نہ کیا۔ حالانکہ ان کے پاس ظاہری اسباب توپیں، اسلحہ، ہوائی جہاز اور ہر ممکن وسائل موجود تھے —— مگر دشمن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا، ان میں افواہ پھیل گئی کہ مجاہدین کے پاس لاتعداد ٹینک ہیں اور ان میں خاص قسم کی مشینیں لگی ہوئی ہیں جن کا ہم نشانہ بن جاتے ہیں۔ مگر ہم جتنی بھی مجاہدین پر گولیاں چلائیں جدید مشینوں کی وجہ سے وہ سب بے اثر جاتی ہیں —— یہ وہ رعب تھا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی امت کے ان مجاہدین کو وراثتاً ملا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو خوست کی فتح مرحمت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے عین ایامِ جنگ میں بارش بادلوں اور ہواؤں سے ہماری مدد فرمائی

اس معرکہ میں ۱۵۰ مجاہد شہید ہوئے جبکہ دشمن کے ۴۰۰ سپاہی مارے گئے خوست میں کٹھ پتلی حکومت کے ۴۰۰ کے قریب زخمی اور بیمار فوجی ہسپتالوں میں تھے جنہیں مجاہدین نے اپنے ہسپتالوں میں منتقل کر دیا اور اب ان کی خدمت کر رہے ہیں۔ نجیب انتظامیہ کے ۲۵۰۰ سے زائد فوجی مجاہدین نے قیدی بنائے، ۳۶۰ سے ۳۸۰ کے قریب بڑے افسر گرفتار ہوئے، ۷ جرنیل، ۱۶ بریگیڈیئر، ۱۸ کرنل، ۳۰ میجر، ۱۸۰ کے قریب مختلف آفیسرز گرفتار ہوئے۔ کابل کی وزارتِ دفاع کے اہم معاون نظامی جرنیل اور معاون سیاسی جرنیل زندہ گرفتار ہوئے —— ۱۰۰ کے قریب بڑی توپیں، ۲۰۰ کے قریب چھوٹی توپیں اور ۲۰ ہزار سے زائد کلاشنکوفیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجاہدین کو بطور مالِ غنیمت کے مرحمت فرمائی ہیں۔ اس کے علاوہ موٹریں، فوجی گاڑیاں، مختلف کل پرزے، ضرورت کا سامان اور اسبابِ خورد و نوش، ان سب اشیاء کی تعداد اتنی ہے کہ اس وقت ان کا شمار ناممکنات میں سے ہے۔

مَیں آخری بات مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے ارکان، سربراہ اور ہمارے اساتذہ بالخصوص حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ پاکستان میں اور عالمِ اسلام میں دینی اور قومی و ملی اعتبار سے جو خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بے ریا اور بے لوث خدمات ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ جہاد کی حمایت کی، ہم سے تعاون کیا، نصرت فرمائی، اس پر ہم ان کے بے حد ممنون ہیں —— خاص کر ہم غریبوں کو بلانا اور حوصلہ افزائی کرنا ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ مَیں آپ تمام حضرات کا اور خاص کر دارالعلوم حقانیہ کے اساتذۂ کرام کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس عظیم اور خالص اسلامی جہاد کو پوری دنیا میں متعارف کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن اور علماء کرام ہمارے ساتھ مختلف محاذوں پر جہاد میں ذاتی طور پر شریک رہے جن میں سے کئی شہید بھی ہوئے اور کئی غازی بنے، اس طرح آپ کی جماعت کا عملی تعاون اور سرپرستی ہمیں حاصل رہی۔

تاہم یہ بات ملحوظ رہے کہ اگر واقعتًہ اسلام اور نفاذِ شریعت کے پیشِ رفت مطلوب ہے تو افغان مجاہدین کی مزید سرپرستی، تعاون و نصرت اور ان کے حالات سے آگاہ ہونا لازمی ہوگا —— جہاد کے مراحل دیکھنے اور سمجھنے کے بعد ملکی دفاع و استحکام، ہندو سے حفاظت، کشمیر کی آزادی اور دینِ اسلام کی ترویج و نفاذ جیسے عظیم مقاصد حاصل ہوں گے۔ اِنشاء اللہ العزیز